ہیملٹ کے اُردو تراجم............تعارفی جائزہ

محمد عاصم شہزاد، پی ایچ۔ڈی۔ سکالر، شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Shakespear is a renowned genius who has engraved his everlasting marks in English plays and poetry. In his famous play "Hamlet" he highilghts the inner working of human soul and psychological conflicts of man. This play has been translated in prose and poetic form in many language. In this research paper, the author has given the introduction of different translations of 'Hamlet'. He has highlighted the various aspects of the style of translations of urdu translators.

ہیملٹ کا شمار شیکسپیئر کے دورِ عروج کے المیوں میں ہوتا ہے یہ المیہ ۱۵۹۸ء اور ۱۶۰۲ء کے درمیانی عرصہ میں لکھا گیا۔ اٹھارویں صدی سے ہی اس کھیل کی مقبولیت میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا تھا اور انگلینڈ اور دوسرے ممالک میں بھی اسے زبردست کامیابی ہوئی۔ سی۔ بی۔ ہوگن کے مطابق یہ المیہ اٹھارویں صدی میں سرفہرست رہا اور اس کی نمائشوں کی کل تعداد ۶۰۱ تھی انیسویں صدی میں یہ کامیابی جاری رہی اور اس دوران صرف انگلینڈ میں ہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی ہیملٹ پیش کیا جاتا رہا۔۱۷۸۴ء میں لائیسم Lyceum ہنری ارونگ کی پیش کش کے ساتھ یہ اپنے عروج کو پہنچا اور ۲۰۰ نمائشوں کا ریکارڈ قائم کیا۔ اس کے بعد ۱۸۷۸ء میں اس کی ۱۰۸ء نمائشیں ہوئیں۔

بیسویں صدی کے آغاز سے تا حال انگریزی ادب کے اُردو منتقلی بذریعہ ترجمہ کی روایت نے مختلف خوشگوار اور بعض اوقات دشوار مراحل طے کیے۔ شیکسپیئر انگریزی ادب کا واحد تخلیق کا ہے جس کے سب سے زیادہ اردو میں تراجم ہوئے ہیں۔ ہیملٹ ولیم شیکسپیئر کا وہ المیہ ڈراما ہے جس کے نہ صرف سب سے زیادہ تراجم ہوئے۔ بلکہ اردو میں شیکسپیئر کے تراجم ہونے والے ڈراموں میں سے پہلا ڈراما ہے۔ اس ڈرامے کے اردو میں بہت سے منثور اور منظوم تراجم کئے گئے ہیں۔ بہرطور اس ڈرامے کو یہ انفرادیت بھی حاصل ہے کہ اردو میں سب سے پہلے اس ڈرامے کے کچھ حصے اُردو میں ترجمہ ہوئے ہیں جو ڈاکٹر جان گل کرسٹ نے اپنی مشہور کتاب ''ہندوستانی زبان کے قواعد Language, a Grammer of Hindustani میں پیش کیے ہیں۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ اپنے پی۔ایچ۔ڈی کے تحقیقی مقالہ میں ہیملٹ کے اقتباس کا شیکسپیئر کو اوّلیں قرار دیتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:

''ولیم شیکسپیئر کا اولین اردو ترجمہ ہندوستانی زبان کی قواعد (A Grammar of the Hindustani Language" میں پیش کیا گیا۔ شیکسپیئر کے باب میں یہ اوّلیت جان گل کرکٹ کی ہے۔ ہندوستانی زبان کی قواعد، بنیادی طور پر قواعد کی کتاب ہے لیکن اس میں شیکسپیئر کے دو مختلف ڈراموں ''ہنری ششم'' اور ''ہیملٹ'' کے دو اقتباسات ترجمہ کر کے شامل کئے گئے۔ یہ دو ترجمہ شدہ اقتباسات ادبیات میں انگریزی سے اُردو ترجمے کی اولین مثال ہیں۔ اس سے قبل انجیل اور بائیل کے اُردو ترجمے تو یقیناً سامنے آئے ہیں لیکن ادبیات کے میدان میں ترجمے کا یہ پہلا قدم ہے''۔[۱]

شیکسپیئر کے اس ڈرامے کے کچھ حصے گل کرسٹ نے ترجمہ کر کے تراجم کی روایت کی پہلی اینٹ رکھ دی۔ مولوی احسان اللہ نے تقریباً ۲۲ صفحات پر اس ڈرامے کی مکمل کہانی ترجمہ کر دی۔ جسے ہم شیکسپیئر کا پہلا ترجمہ کہہ سکتے ہیں۔ احسان اللہ نے بہت سلیس اور سادہ انداز میں ڈرامے کی کہانی کو اردو میں منتقل کیا ہے۔ یہ ترجمہ شیکسپیئر کے اس ڈرامے کا لف بہ لفظ یا بامحاورہ ترجمہ نہیں ہے۔ مترجم نے شیکسپیئر کے ڈرامے کو پڑھا اور انہیں کرداروں کی مدد سے اپنے انداز اور اسلوب میں کہانی لکھ دی۔ شیکسپیئر کے اس ڈرامے کو لفظ بہ لفظ اور بامحاوہ ترجمہ کرنے والے مترجمین میں فراق گورکھپوری، مولوی عنایت اللہ دہلوی اور احسن لکھنوی نام اہم ہیں۔ احسن لکھنوی کے حوالے یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ اُردو ڈراموں کو صحیح معنوں میں شیکسپیئر سے متعارف کرانے کا سہرا احسن کے سر ہے۔ احسن لکھنوی نے ہیملٹ کا ترجمہ ''خونِ ناحق'' کے نام سے کیا۔ یہاں ان کے ڈرامہ ''خونِ ناحق'' کا ایک اقتباس دیکھتے ہیں:

''جہانگیر　:　دولت ایمان کی دشمن ہے اور محبت جان کی دشمن

اختر　:　یہ کیا۔ سوال دیگر جواب دیگر؟

جہانگیر　:　عصمت کی تصویر میں رنگ بھرنے کی ضرورت ہے اور ظلم کے درخت میں نئی نئی کونپلیں پھوٹتی ہیں جو بہار لوٹتی ہیں۔

اختر　:　صاحب! میں کیا پوچھتا ہوں اور آپ کیا کہتے ہیں۔

جہانگیر　:　آہا اب میں سمجھا ہستی واجب الوجود عالم فانی کی سیر ہے۔ عصمت اور حسن کا بیر ہے۔''[۲]

احسن لکھنوی کے ترجمہ سے ایک بات مکمل طور پر واضح ہوتی ہے کہ احسن لکھنوی نے شیکسپیئر کے ڈراموں کی اصل روح کو برقرار رکھنے کی کوشش نہیں کی۔ ان تراجم کے پس منظر میں بھی مقامی زبان اور محاورہ کا اثر ملتا ہے۔

عنایت اللہ دہلوی نے ہیملٹ کا ترجمہ ''ڈنمارک کا شہزادہ'' کے نام سے کیا۔ یہ ترجمہ ۱۹۳۷ء میں ''رسالہ ساقی'' کے شمارہ جنوری میں شائع ہوا۔ عنایت اللہ دہلوی کے ترجمے میں ہیملٹ کے مشکل ترجمہ کے باوجود بہت کم جھول نظر آتا ہے۔ بعض مکالموں کا ترجمہ کرتے ہوئے کچھ تفرقات کئے گئے ہیں جو کچھ مقامات پر درست معلوم ہوتے ہیں لیکن کہیں کہیں یہ تبدیلیاں نامناسب نظر آتی ہیں۔ ہیملٹ کے ترجمہ میں مقامیت نہ ہونے کے برابر ہے

ایک یہ آزاد ترجمہ ہے۔

فراق گھورکھپوری نے اس ڈرامے کو ہیملٹ کے نام سے اردو میں منتقل کیا ہے۔ فراق نے بہت سنجیدہ کوشش کی ہے۔ فراق نے ہیملٹ کا ترجمہ کرتے ہوئے تاثر کی وحدت یقیناً پیدا کر دی ہے۔ شیکسپیئر نے اس ڈرامے میں اتنے مسائل اٹھائے ہیں کہ ان کا احاطہ ایک ڈرامے میں شاید ممکن نہیں۔ یہ وجہ ہے کہ ہیملٹ پہ لکھی جانے والی تنقیدی اور تشریحی کتابوں کی تعداد نہ صرف ہزاروں میں ہے بلکہ دنیا میں لکھی جانے والی فن پر کتابوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے۔

یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ انگریزی زبان سے اُردو زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے سب سے بڑی مشکل پیدا ہے کہ اُردو زبان میں بہر حال اتنی سکت نہیں رکھتی کہ وہ انگریزی زبان کے سبھی مفاہیم کا بار اٹھا سکے۔ انگریزی زبان کا مزاج اُردو مزاج کے مزاج سے مختلف ہے۔ پھر مشرق و مغرب کی تہذیبیں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ انگریزی زبان میں جس بات کو مکمل کرنے کیلئے جہاں ایک لفظ یا ایک جملے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اردو زبان میں اس بات کا مفہوم کیلئے بعض اوقات ایک پیراگراف لکھنا پڑتا ہے اور اس طوالت سے اثر میں یقیناً کمی آ جاتی ہے۔

تراجم کے سلسلہ میں مسئلہ پیش نظر رہتا ہے کہ مترجم اپنے انداز سے ترجمہ کرتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ کس کا ترجمہ زیادہ سے زیادہ اصل کی ترجمانی کر رہا ہے مثال کے طور پر شیکسپیئر کا ایک جملہ دیکھتے ہیں:

"There,s the respect that makes calaimty of so long life"

اس کا ترجمہ ڈاکٹر جان گل کرسٹ یوں کرتے ہیں:

> ''یہی تشویش ہم کو خوف و رجا میں رکھتی ہے امتیاز یہی ہے جو اذیت کی ایہناں (یہاں) تک عمر دراز کرتی ہے۔''[۴]

فراق نے یوں ترجمہ کیا:

> ''......اسی کشمکش میں پڑ کر ہم تقدیر کے تمام مصائب کے حملوں کو برداشت کرتے رہتے ہیں۔''[۵]

عنایت اللہ دہلوی نے یوں ترجمہ کیا:

> ''بس یہی چیز ہے جو تامل و تذبذب پیدا کرتی ہے اور ہماری مصیبتوں کی زندگی دراز ہوتی ہے۔''[۶]

شیکسپیئر کے اس جملے کو ہر مترجم نے اپنے اپنے انداز سے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ جس لفظ کا ترجمہ جان گل کرسٹ خوف و رجا کرتے ہیں اس کا ترجمہ فراق گھورکھپوری کش مکش کرتے ہیں۔ جبکہ عنایت اللہ دہلوی تامل و تذبذب کرتے ہیں۔ یہاں پر فراق کے ترجمے سے مصائب کے ہماری مصیبتوں کی زندگی دراز ہوتی ہے۔ ان میں نمایاں فرق ہے جس کا ذکر آگے چل کر دونوں اسلوب بیاں سے اور انداز تحریر سے ہوگا۔

ہیلمٹ کے تراجم کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عنایت اللہ دہلوی اور فراق گورکھپوری کے تراجم ایسے ہیں جن میں بہت کم جھول دکھائی دیتا ہے اور شیکسپیئر کے کردار ہیلمٹ کی خاص خاصیت خود کلامی کو کامیاب انداز میں ترجمہ کرتا ہوئے یہ صرف یہ دونوں مترجم نظر آتے ہیں۔

خان احمد خان حسین نے شیکسپیر کے ۱۴ ڈراموں کو اُردو میں منتقل کیا ہے خان احمد حسین خان کا ترجمہ لفظی ہے اور نہ بامحاورہ بلکہ شیکسپیئر کے ڈراموں کی تلخیص ہے۔ خان احمد حسین خان کے تراجم کے حوالے سے ڈاکٹر ہارون قادر یوں لکھتے ہیں:

> ''خان احمد حسین خان نے مکالموں کو نظر انداز کر کے اردو قارئین کو محض ملخص انداز میں اس نثر پارے کو روشناس کرایا ہے''۔ ۷

شیکسپیئر کے اس ڈرامے کے مترجمین کا تفصیلاً ذکر اس مضمون میں ممکن نہیں ہے۔ اس ڈرامے کے بارہ (۱۲) ترجموں کا ذکر ملتا ہے۔ عابد نواز جنگ، مصطفیٰ زیدی اور عبدالباقی پرویز نے شیکسپیئر کے اس ڈرامے کا منظوم ترجمہ کیا ہے۔ ہیملٹ کو جو ہندوستانی سٹیج پر شہرت نصیب ہوئی اس کا ذکر ڈاکٹر انجمن آراء کے الفاظ میں یوں ہے:

> ''ہیملٹ کو ہندوستانی اسٹیج پر جو شہرت اور وقار نصیب ہوا وہ شیکسپیئر کے دیگر ڈراموں کو نہ مل سکا۔ مشرقی ہندوستانی میں اردو اسٹیج پر اس کا بول بالا رہا۔'' ۸

حوالے:

۱۔ حامد بیگ، مرزا، ڈاکٹر، مغرب کے نثری تراجم، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء ص: ۲۳۵

۲۔ احسن لکھنوی، مترجم، خون ناحق، بمبئی: نولکشور: ۱۹۵۹ء ص: ۴۵

۳۔ Shakespear, William, Hamlet, Complete work of Shakespear, London, Peter Alexander Published, Pg.1049

۴۔ گل کرسٹ، ڈاکٹر، ہندوستانی زبان کی قواعد، طبع دوم، لاہور: مجلس ترقی ادب، س ن، ص: ۹۵

۵۔ فراق گورکھپوری، مترجم، ہیملٹ (شیکسپیئر)، دہلی: ساہتہ اکیڈمی، س ن، ص: ۸۵

۶۔ عنایت اللہ دہلوی، مترجم: ڈنمارک کا شہزادہ (شیکسپیئر)، لاہور: پوپلیشرز، ۲۰۰۵ء، ص: ۳۷۲،۳۷۳

۷۔ ہارون قادر، ڈاکٹر، خان احمد خان شخصیت اور فن، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء، ص: ۳۰۴

۸۔ انجمن آراء، ڈاکٹر، آغا حشر کاشمیری اور اُردو ڈراما، لاہور: اُردو اکیڈمی پاکستان، ۱۹۹۲ء